بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمان الحدیث

اداریہ

# مؤرخ اسلام ترجمان اہل حدیث مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ

رئیس التحریر کے قلم سے

اللہ تعالیٰ کی جانب سے عزت، دولت، شہرت اور منصب کی تقسیم بڑی عجیب ہے۔ جسے چاہتا ہے ان میں سے کوئی ایک یا سب سے نواز دیتا ہے۔ یہ کسی شخص کا استحقاق نہیں اور نہ ہی یہ شکل رنگ یا اعلیٰ نسل کی بنیاد پر میسر ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے بھی بندوں کا امتحان لیتا ہے۔ طبعاً صالح لوگ ان کے ذریعے لوگوں میں احترام اور نیک نامی کماتے ہیں، اور شقی مزاج لوگوں سے نفرت اور بدنامی حاصل کرتے ہیں۔ ایسے لوگ بھی دیکھے ہیں جنہیں عزت وشہرت ملی لیکن عاجزی وانکساری اور گمنامی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور وہ اس حدیث کے مصداق نظر آتے ہیں، جسے سیدنا عمر بن خطاب نے روایت کیا ہے۔ آپ منبر پر آئے اور فرمایا:

**یا ایھاالناس تواضعو ا فانی سمعت رسول اللہ ﷺ یقول :من تواضع للہ رفعہ اللہ ،فھو فی نفسہ صغیر وفی اعین الناس عظیم ومن تکبر وضعہ ا للہ فھو فی اعین الناس صغیر وفی نفسہ کبیر وحتی لھو اھون علیھم من کلب او خنزیر.**

ہمارے ممدوح جناب علامہ محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ تعالیٰ، اپنی نظر میں چھوٹے لیکن لوگوں کی نظر میں ہمیشہ قد آور رہے۔ ان کی عاجزی اور انکساری، سادگی اور تواضع دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ آپ پچاس سے زائد کتب کے مصنف ہیں۔ کیا کمال کے آدمی تھے جنہیں اکابرین امت کی صحبت میسر رہی۔ مولانا سید محمد داؤد غزنوی، شیخ الحدیث مولانا اسماعیل سلفی، مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی، شیخ الحدیث مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی، مولانا محمد حنیف ندوی، مولانا حافظ محمد گوندلوی اور سید ابوالاعلیٰ مودودی جیسے مایہ ناز زعماء اور قائدین کے ساتھ کام کرنے اور انکی مجلسوں میں بیٹھنے کی سعادت ملی۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی سلیم الطبع اور اسلاف کے

افکار و نظریات کے امین تھے۔کتاب و سنت کا منہج آپ کے قلب و ذہن میں رچا بسا تھا۔آپ راسخ العقیدہ مسلمان تھے۔قول و عمل میں یکسانیت تھی ۔ذکر و فکر کے عادی اور اسلاف کے پیروکار رتھے۔جذباتیت وقتی عارضی اور مصنوعی تحریکوں سے نفرت کرتے تھے۔زمینی حقائق کا بخوبی ادراک رکھتے اور ہمیشہ مثبت اور ایجابی راستہ اختیار کرتے ،جب سے دینی و سیاسی شعور آیا آپ نے مسلمہ اہل حدیث کا منہج اختیار کیا اور اس کے پرچارک بھی رہے۔

آپ بہت پختہ اور ثقہ راوی ہیں ،جن واقعات و حوادثات کو دیکھا انہیں ذہن پر نقش کر لیتے ،مدتوں بعد بھی اگر اس کا تذکرہ ہوا تو یہاں تک بیان کر دیتے کہ مجلس میں کتنے لوگ تھے ان میں سے کتنے کرسیوں پر اور کتنے کھڑے تھے۔ان کا لباس کیسا تھا اور ان میں متکلم کون تھا۔اور یہ لوگ کس علاقے یا دھرتی سے تعلق رکھتے ہیں۔ایسا منفرد حافظہ تھا۔بین السطور باتوں کو بھی یاد رکھتے اور بوقت ضرورت اس کا تذکرہ کر دیتے تھے۔

آپ ایک عرصہ تک ہفت روزہ الاعتصام اور ہفت روزہ اہل حدیث کے مدیر اعلیٰ رہے ،اداریہ تحریر کرتے ،حالات حاضرہ ،سیاسی ،تہذیبی ،اقتصادی ،ثقافتی ،تعلیمی مسائل پر دلائل براہین کی روشنی میں جاندار تجزیہ کرتے اور اپنی رائے کا کھل کر اظہار کر دیتے۔آپ کی تحریروں میں تسلسل ہوتا ،خوبصورت منظر کشی کرتے ،ادبی اعتبار سے شاہکار ہوتیں ،سلیس اور عام فہم اسلوب اختیار کرتے ،تکلفات کے عادی نہ تھے ،مشکل بات کو آسان الفاظ میں بیان کرنے کا فن جانتے تھے ،بہت باخبر تھے انہیں یہ احساس تھا کہ وہ برصغیر کی تقسیم سے قبل اور اس کے بعد کے حالات و واقعات کے شاہد اور گواہ ہیں۔لہٰذا اپنا فرض منصبی سمجھتے تھے کہ وہ اس امانت کو آنے والی نسل تک منتقل کر دیں۔یہی باعث ہے کہ ان کے قلم سے شاہکار اور مایہ ناز کتب وجود میں آئیں ،جس سے عام و خاص فیض یاب ہو رہا ہے۔ان کتابوں کی تخلیق سے دجل اور فریب اور مسخ شدہ تاریخ ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئی۔آپ نے پوری دیانت داری سے اپنے مشاہدات اور حاصل شدہ مستند باتوں کو سپرد قرطاس کیا ہے۔

# مولانا اسحاق بھٹی کی تصنیفی وتحقیقی

مولانا اسحاق بھٹی نے بھرپور علمی ،تحقیقی ،اور تصنیفی زندگی گزاری ۔ان کا مکمل احاطہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے کھانے پینے اور سونے کے علاوہ باقی سارا وقت تصنیف وتالیف میں گزارہ ہے۔ بہت ہی وقیع اور مستند تصانیف ورثہ میں چھوڑی ہیں۔ان کی زندگی میں بھی ان پر تحقیقی مقالے لکھے گئے ہیں ان کی تمام تصانیف اور علمی مقالوں پر اگر تبصرہ یا تجزیہ لکھا جائے تو اس کے لئے ہزاروں صفحات درکار ہیں ۔ہم یہاں ان کی کتابوں اور ان پر اختصار کے ساتھ اپنی رائے لکھنے پر اکتفا کریں گے۔قارئین سے التماس ہے کہ ان کی کتب سے براہ راست استفادہ کریں۔ایسی شاندار پرتاثیر اور دلچسپ کتابیں ہیں کہ قاری کو اپنے سحر میں لے لیتی ہیں۔واقعاتی اسلوب نگارش ہے کہ پڑھنے والا خود وہ منظر اپنے سامنے محسوس کرتا ہے۔تقریباً چالیس کے قریب ایسی کتابیں جو چھپ کر اپنا لوہا منوا چکی ہیں ۔جن میں سے چند یہ ہیں :برصغیر میں علم فقہ، برصغیر میں اسلام کے اولین نقوش ،فقہائے ہند (دس جلدیں )،فہرست مصنف محمد بن اسحاق وراق بغدادی کا اردو ترجمہ، نقوش عظمت رفتہ ،لسان القرآن جلد سوم ،کاروان سلف ،بزم ارجمنداں ،تذکرہ قاضی سلیمان منصور پوری ،برصغیر میں اہل حدیث کی سرگزشت ،روپڑی علماء حدیث ،ریاض الصالحین اردو ترجمہ، ارمغان حدیث ،حضرت ابوبکر صدیق ،صدارتی واستقبالیہ خطبات ،تذکرہ مولانا غلام رسول قلعوی ،برصغیر میں اہل حدیث کی آمد، قصوری خاندان ،میاں فضل حق اور انکی خدمات ،چہرہ نبوت قرآن کے آئینہ میں ،ہفت اقلیم ،تذکرہ صوفی محمد عبد اللہ مرحوم ،ذاتی سوانح حیات ''گزر گئی گزران'' ،دبستان حدیث ،گلستان حدیث ،چمنستان حدیث ،بوستان حدیث ،محفل دانشمنداں ،تذکرہ مولانا عطاء اللہ حنیف بھوجیانی ،برصغیر میں اہل حدیث خدام قرآن ،تذکرہ مولانا محی الدین لکھوی مرحوم وغیرہ۔

مولانا مرحوم یوں تو بہت اعلیٰ پائے کے نثر نگار ہیں اور عبارت میں تسلسل کے ساتھ ساتھ ادبی رنگ بھی موجود ہے۔لیکن ان کا خاکہ نگاری میں کوئی ثانی نہیں ،ایسا شاندار اسلوب اختیار کرتے اور ایسی تصویر کشی کرتے کہ شخصیت کے تمام نقوش ابھر کر سامنے آجاتے ۔ملاحظہ

فرمائیں ایک شخصیت کا خاکہ ''قاضی صاحب دراز قامت اور متناسب الاعضا تھے، گورا رنگ، نورانی چہرہ، ستواں ناک، کشادہ پیشانی اور لمبی داڑھی جو عمر کے آخر دور میں سفید ہو کر چہرے کے رنگ کے عین مطابق ہو گئی تھی ......''۔ یہ ان کی کتاب ''تذکرہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری'' سے لیا گیا اقتباس ہے، یہ کتاب پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بھٹی صاحب مرحوم کی خاکوں پر مبنی چار کتابیں نقوش عظمت رفتہ، بزم ارجمنداں، کاروان سلف اور قافلہ حدیث نہایت عمدہ اور دلچسپ ہیں۔

مولانا اسحاق بھٹی مرحوم سے پہلی ملاقات میاں فضل حق کی اقامت گاہ 111 ء ملتان روڈ میں ہوئی۔ یہ سن اسی کا عشرہ ہے۔ افغانستان میں روسی مداخلت کی وجہ سے ہر طرف جہاد الجہاد کا ماحول تھا۔ غیر ملکی مہمانوں کی آمد و رفت رہتی تھی، جن سے ملاقات کے لئے میں فیصل آباد سے لاہور آیا، یہ دسمبر کا مہینہ تھا۔ اتفاق سے اس دن سخت سردی تھی ہم مہمان خانے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ اچانک ایک بزرگ گرم کپڑے پہنے اور گلے میں مفلر لٹکائے اندر داخل ہوئے، اٹھ کر ملے، سلام دعا اور خیر و عافیت کے بعد وہ بھی چائے نوش کرنے لگے۔ میں خاموشی سے ان کی میاں فضل حق صاحب کے ساتھ ہونے والی گفتگو سنتا رہا۔ ان کی باتوں میں بڑی چاشنی تھی اور وہ بار بار اکابر علماء کا تذکرہ کرتے، بلکہ خوش طبعی کے لئے بعض لطیفے بھی سنا رہے تھے۔ وہ ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے اور ان کی باتوں میں بلا کا اعتماد تھا۔ کوئی واقعہ بیان کرتے تو ایسے معلوم ہوتا جیسے براہ راست دیکھ کر اسکی منظر کشی کر رہے ہوں۔ میں پہلے سے زیادہ متوجہ ہوا اور انکی گفتگو میں دلچسپی لینے لگا اور ان کے قریب آ بیٹھا۔ معاً انہوں نے میاں صاحب سے پوچھا یہ برخوردار کون ہے؟ میاں صاحب نے کہا آپ نہیں جانتے یہ جامعہ سلفیہ کے ناظم مولوی یٰسین ظفر ہیں۔ بھٹی صاحب فرمانے لگے اچھا یہ ہیں یٰسین ظفر! میں نے پہلے نام تو سنا تھا اور اندازہ تھا کہ وہ چالیس سال سے زائد عمر کے ہونگے لیکن یہ تو بچہ نکلا۔ میرے ساتھ دوبارہ مصافحہ کیا اور خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔ یہ ان کا بڑا پن تھا ورنہ من آنم کہ من دانم۔ اس کے بعد بارہا ان سے ملاقات ہوتی رہی۔ کبھی میاں فضل حق کے ہاں۔ کبھی ایبٹ روڈ والے دفتر میں۔ میاں فضل حق صاحب ان پر مکمل اعتماد کرتے تھے۔ اور ضروری کاموں میں ان سے مشورہ لیتے، بھٹی صاحب بھی میاں صاحب کے ساتھ پر خلوص محبت کرتے اور کہتے کہ ان میں دین

کے لئے کام کرنے کا جذبہ ہے اس لئے میں ہر ممکن تعاون کرتا ہوں۔

مجھے یاد پڑتا ہے کہ عراق نے جب کویت پر حملہ کیا تو پاکستان میں مرکزی جمعیت اہل حدیث واحد دینی وسیاسی جماعت تھی جنہوں نے برملا سعودی حکومت کی حمایت کا اعلان کیا۔ موچی دروازے میں بڑی حرمین شریفین کانفرنس کی جبکہ ناصر باغ تک ریلی نکالی، اس موقعہ پہفت روزہ اہل حدیث کا خاص نمبر ''حرمین شریفین'' نکالا گیا۔ جس میں بھٹی صاحب نے خصوصی دل چسپی لی، مضمون بھی لکھاہفت روزہ اہل حدیث ایڈیٹر تھے۔ غالبًا اے این پی کے سربراہ خان عبدالغفار خان کی رحلت پر ان کی تعریف میں اداریہ لکھا چونکہ وہ اول تا آخر کانگرسی تھا اور مرکر بھی پاکستان میں دفن ہونا پسند نہ کیا۔ بلکہ قندھار افغانستان میں دفن ہوئے۔ لہٰذا اس پر اعتراضات ہوئے اور بھٹی صاحب نے مجلّہ اہل حدیث چھوڑ دیا لیکن میاں فضل حق کے ساتھ احترام کا رشتہ قائم رکھا اور اکثر میاں صاحب کے ہاں آتے جاتے۔ میاں فضل حق کی اچانک وفات پر انہوں نے ان کی دینی، تعلیمی، رفاہی، جماعتی خدمات پر مفصل کتاب شائع کی۔ جس میں میاں صاحب کے خاندان، ان کے والد میاں حسن اور چچا رانا امان اللہ کا تذکرہ کیا۔ ان کی خدمات جامعہ سلفیہ کے لئے محنت کا بھی بھرپور انداز میں ذکر خیر کیا۔

میاں نعیم الرحمٰن مرحوم بھی بھٹی صاحب کا بڑا احترام کرتے، ان سے خوب گپ شپ ہوتی اور خدمت بھی کرتے۔ اللہ تعالیٰ سب مرحومین کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ متعدد بار میاں نعیم الرحمٰن کے ہمراہ جامعہ سلفیہ میں تشریف لائے۔ اچھے مشورے دیتے اور اس بات پر ہمیشہ افسوس کا اظہار کرتے کہ جامعہ سلفیہ میں تخصص کا آغاز ہونا چاہئے۔ یہی بانیان جامعہ کا مقصد تھا۔ اپنے بعض مضامین میں بھی انہوں نے جامعہ سلفیہ کی انتظامیہ کو مخاطب کر کے تجاویز دیں ہیں۔ جامعہ سلفیہ کے ساتھ جذباتی تعلق تھا جب بھی بلاتے بڑی محبت سے تشریف لاتے تھے

گزشتہ تعلیمی سال کے اختتام پر جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ مرکزی جمعیت اہل حدیث کی ریلی میں شرکت کے لئے لاہور آئے تو مولانا فاروق الرحمٰن یزدانی نے کہا کہ میں نے اولیٰ عالی کے طلبہ سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں مولانا محمد اسحاق بھٹی کے ہاں لے چلوں گا تا کہ یہ ان کو مل سکیں اور مجھ سے اجازت مانگی۔ میں نے یزدانی صاحب سے کہا: کہ ایک تو مولانا کی رہائش

سانده میں ہے گلیاں تنگ ہیں اوپر سے اتنے طلبہ کیسے ان کے گھر میں جائیں گے، بہتر ہے آپ ان سے وقت لے لیں، ہم جامعہ میں ان کے اعزاز میں استقبالیہ رکھ لیتے ہیں جامعہ کے تمام اساتذہ اور طلبہ ان سے ملاقات کرلیں گے اور وہ ناصحانہ گفتگو بھی کرلیں گے۔ اس تجویز پر اتفاق ہوا۔ اور مولانا بھٹی صاحب نے کمال مہربانی سے وقت دے دیا۔ وہ وقت مقررہ پر اپنے بھائی کے ہمراہ جامعہ میں تشریف لے آئے۔ مسجد جامعہ میں شاندار تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں تمام اساتذہ کے علاوہ مولانا محمد یوسف انور اور مولانا ارشاد الحق اثری بھی شامل تھے۔ میں نے تقریب کی غرض وغایت بیان کی اور کہا کہ آج ہمارے لئے سعادت کا دن ہے کہ مؤرخ اسلام ہمارے درمیان موجود ہیں۔ ان کی تمام کتابوں کی نمائش بھی لگائی گئی۔ تمام علماء نے بھی مولانا مرحوم کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آخر میں بھٹی صاحب نے پرنم آنکھوں سے خطاب کیا۔ تقریب کے اختتام پر انہیں جامعہ کی جانب سے یادگار شیلڈ اور مبلغ ایک لاکھ روپے نقد بطور ایوارڈ پیش کیا گیا۔ یہ ایک روح پرور تقریب تھی جسکی لذت آج بھی محسوس ہوتی ہے۔ اس دن وہ شام تک جامعہ میں رہے اور طلبہ ان سے استفادہ کرتے رہے۔

ان کی رحلت سے ایک مشفق مہربان اور خیر خواہ عالم دین سے محروم ہوئے۔ وہ مایہ ناز ادیب اور قلم کار تھے۔ یادگار تصانیف چھوڑ کر گئے ہیں، جنہیں مدتوں پڑھا جاتا رہے گا۔

آپ بہت خلیق، ملنسار اور خوش مزاج تھے۔ بڑوں کا ادب تو کرتے ہی تھے لیکن چھوٹوں کے ساتھ بھی بڑی شفقت کرتے۔ اٹھ کر گلے لگاتے اور کام کی حوصلہ افزائی کرتے۔ آپ کو بھی تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے بڑی محبت ملی۔ لوگ بڑے احترام سے ان کا نام لیتے اور ان کی خدمات کی تحسین کرتے تھے۔ مولانا محمد اسحاق بھٹی کا مولانا عارف جاوید محمدی صاحب (کویت والے) کے ساتھ خصوصی تعلق تھا۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ گزشتہ دو سال قبل جب مولانا عارف جاوید صاحب نے اپنے بچوں کی شادیاں کیں سب کے نکاح مولانا محمد اسحاق بھٹی سے پڑھوائے اور دعا بھی کرائی۔ یقیناً یہ خاص تعلق اور محبت کے بغیر ممکن نہ تھا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے۔ آمین